شاذیہ مقبول
Department of Persian, University of Kashmir, J&K

ریشی نامہ ملا شایق

Abstract

Reshi Nama or "Tazkirah Reshiyan E Kashmir" is a masterpiece written by Mulla Abdul Wahab Shaiq in persian language. Mulla Abdul Wahab Shaiq was a renowned Persian poet and has done the prestigious work in the field of Persian language and literature. Reshi Nama is a rare Persian manuscript of Afghan period in Kashmir and it's copies are preserved in various libraries and archives. It deals entirely with the Kashmiri culture and to some extent with the history of Kashmir. The famous ruler of Mulla Shaiq's era "Sukh Jewan Mal" invited him in his palace, along with other prominent poets of his time to write Shahnama Kashmir in Persian language taking inspiration from Firdousi's Shahnama.

Mulla Shaiq choose to write on Kashmiri Rishis and he has described the Rishis of Kashmir in a very eloquent manner. He has also mentioned about Kashmiri culture and civilization. In addition, the poet has also quoted the Kashmiri poetry of some famous poets. He has also give a detailed note about the ancestors of Shaikh Nooruddin Reshi (Nund Resh), his birth, his enlightening conversations with his mother, tourism in Kashmir, spread of Islam in Kashmir, Sufism etc in his poems. The Reshi Nama contains more than 30,000 verses and has about 400 folios.

Keywords: Persian, Mulla Shaiq, Reshi Nama

\-

ملا عبدالوہاب شائقؔ بانڈی پورہ کشمیر کے موضع ''دچنہ'' میں ۱۱۲۷ھ بمطابق ۱۷۱۵ء میں پیدا ہوئے۔ عربی و فارسی کی مروجہ تعلیم پائی اور دینیات میں ماہر تھے لہٰذا ذکر شدہ موضع میں پنجگانہ نماز کی امامت کرنے لگے۔ آپ وہاں بحیثیت امام اور استاد سکوت و قناعت کی پُرسکون زندگی بسر کر رہے تھے۔ اس کے علاوہ پیر مریدی سے بھی خاصی دلچسپی تھی۔ آپ ''بانڈی مزار سرینگر'' میں آسودہ ہیں۔ (اسرار الاخیار قلمی) والد کا نام پیر فیروز الدین تھا۔ واضح رہے یہ وہ ملا فیروز نہیں ہیں جو کشمیر کے مفتی اعظم تھے اور چک دور میں سلطان حسین چک (۹۷۱ھ۔۹۷۸ھ) کے حکم سے شہید کیے گئے۔ کلچرل اکیڈیمی کے مشاہیر نمبر کے مقالہ نگار رشیدا ہرہ بلی صاحب نے ملا شائقؔ کے بارے میں غلط اطلاعات فراہم کی ہیں جن کو ''کشمیر میں فارسی ادب کی تاریخ'' کے مؤلف پروفیسر مسعودی صاحب نے من و عن قبول کر لیا ہے۔ بھلا یہ کیسے عقلاً ممکن ہو سکتا ہے کہ باپ چک دور میں مارا جائے اور اس کا جوان بیٹا افغان دور میں زندگی گزارتا ہو۔ (رک ہمیں کتاب ص ۵۳۔۵۴)

آخر کار اس عہد کے مشہور حکمران راجہ سکھ جیون مل (متوفی ۱۱۷۶ھ) نے آپ کو اپنے ملک الشعراء ملا محمد توفیقؔ (م ۱۱۹۷ھ) کی وساطت سے اپنے دربار میں طلب کیا وہ خود بھی شاعر تھا اور شاعروں کی سرپرستی کرتا تھا۔ اس نے کشمیر کے سات ممتاز شاعروں ملا محمد توفیقؔ (م ۱۱۹۷ھ)، ملا شائقؔ (م ۱۱۸۲ھ)، محمد جان بیگ سامیؔ (م ۱۱۹۵ھ)، رحمت اللہ بانڈے نویدؔ، ملا راجحؔ، ملا محمد رفیعؔ (م ۱۱۷۷ھ) اور محمد علی خان متینؔ (م ۱۱۷۹ھ) کا ایک پینل مقرر کر کے ''شاہنامہ فردوسی'' کے طرز پر ''شاہنامہ کشمیر'' فارسی نظم میں لکھنے پر مامور کیا۔ ان سب کا نگران ملا توفیقؔ تھا۔ ہر شاعر کے ماتحت دس دس شعراء تھے جو کہ ''شاہنامہ کشمیر'' تصنیف کرنے میں ان کی مدد کرتے تھے۔ اس منظوم تاریخ کا ایک ایک جز وان میں سے ہر ایک کے ذمہ کیا گیا اور ہر بیت کے لیے ایک روپیہ بطور انعام مقرر رہوا۔ ملا شائقؔ کے ذمہ اولیاء کشمیر کے حالات کا انضباط تھا۔ آپ نے ساٹھ ہزار اشعار تصنیف کر کے مثنوی کا تاریخی نام ''ریاض الاسلام'' رکھا۔ اس منظوم تاریخ اولیاء کشمیر کا ایک ایک جز و مختلف لائبریریوں میں منتشر حالت میں محفوظ ہے۔ مذکورہ راجہ نے شائقؔ کو چوین آڑی گام (دیوسر) کا گاؤں جاگیر میں بخشا تھا۔ یہیں پر شاعر نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ گزارا۔ آپ دل سے معتقد و نقیب اولیاء تھے اور آپ نے یہاں پر موجود سید سنجرؒ اور سید داؤدؒ کے آستانے کی روحانی فضاء میں اپنی تصنیف و تالیف کا کام جاری رکھا۔

بدقسمتی سے ۱۷۶۵ء میں راجہ کی ہلاکت کے بعد اس کا یہ عظیم تاریخی منصوبہ تشنۂ تکمیل رہ گیا۔ اس ہندو کھتری نے اپنی حکومت کے ابتدائی ایام میں کشمیریوں کے ساتھ عدل وانصاف کی وجہ سے کشمیر کی خودمختاری کا جھنڈا بلند کیا تھا اور افغان سلطنت سے علیٰحدگی اختیار کی تھی لیکن بعد میں اپنے صدر اعظم مہانند پنڈت کے غلط مشورے پر عمل کر کے کشمیر کے مسلمانون پر ظلم وستم روا رکھا اور بڑی بے دردی سے ان کو قتل کرتا رہا۔ اس نے گاؤکشی اور اذان پر پابندی لگائی۔ اس جور وجبر اور بغاوت سے جب افغان بادشاہ احمد شاہ درانی کو مطلع کیا گیا تو اس نے نورالدین خان بامزئے کو ایک لشکر کے ساتھ کشمیر بھیج دیا جس نے سکھ جیون مل کو شکست دیکر گرفتار کیا۔ اس کی آنکھوں میں سلائی پھیروادی۔ اس نے بہت آہ وزاری کی اور یہ شعر موزون کیے:

چشم از وضع جہان پوشیدہ بہ — سربسر احوال آن نادیدہ بہ

ہرکہ چون من داشت جابر فرق گل — عاقبت در خاک وخون غلطیدہ بہ

چند روزی خود تماشا کردہ ام — زین چمن گل ہائی عبرت چیدہ ام

گرد ہی شیرش دہد زہرت عوض — زین سیہ مار جہان ترسیدہ بہ

باز اگر چشم جہان بینم دہند — چون گدایان دربدر گردیدہ بہ

اسی حالت میں راجہ کو لاہور بھیجا گیا جہان بادشاہ درانی کے حکم سے اسے ہاتھیوں کے پیروں تلے روندوایا گیا اور اس طرح سے اس کی موت واقع ہوئی۔ بقول مورخ حسن راجہ کا مدت حکومت ۱۱۶۷ھ سے ۱۱۷۵ھ تک آٹھ سال چار ماہ اور آٹھ دنوں پر مشتمل تھا۔

(تاریخ حسن ج ۲، ص ۶۴۰)

نورالدین خان بامزئے نے بڑی بے رحمی سے راجہ سکھ جیون کو اس کے بیٹوں سمت ۱۱۷۵ھ یعنی ۱۷۶۲ء میں قتل کروایا۔

از ہزار و یك صد وہفتاد و پنج   سکہ جیون مل شدہ پامال و رنج

(مشاہیر نمبر کلچرل اکیڈیمی مقالہ سکھ جیون مل از محمد امین رفیقی ص ۲۴۱-۲۵۱)

جس سے رکن اول کی تاریخ تکمیل ۱۱۷۴ھ برآمد ہوتا ہے۔

عجب نامہ دل پذیر آمدہ   حکایات این بی نظیر آمدہ

ریاض الاسلام آمدہ نام این   ہمین است تاریخ اتمام این

ہم از ریشیان سعادت نشان   ہم از عالمان عمل اقتران

زشاہان بہ تقریب سازم بیان   کہ تاریخ کشمیر یابم عیان

ہزار وصد سال و ہفتاد و چار   شد از ہجر پیغمبر ﷺ کردگار

اپنے سرپرست کے زوال کے بعد شائق نے اپنی وفاداری تبدیل کی تھی اور افغان بادشاہ کی مدح گوئی کرکے اپنی جاگیر بچانے میں لگ گئے جس کی بدولت ان کی ساری زندگی اطمینان قلب کے ساتھ گذری اور انہوں نے اولیاء کرام اور ریشیان عظام کی توصیف جاری رکھی یہ نفوس قدسیہ ہماری زندگی میں روشنی کے مینار ہیں "ھم مصابیح الھدیٰ"۔ رومیؒ نے سچ ہی فرمایا تھا:۔

ما تصوف قال وجدان الفرح   فی الفواد عنداتیان الترح

(تصوف بدحالی اور غم واندوہ کی آمد کے وقت خوش حال ہو جانے کا نام ہے)۔

شائق نئے حالات کا یوں سواگت کرتے ہیں اور اپنی جاگیر بچاتے ہیں جو دیوسر کے گاؤں چوین میں موجود تھی۔

بحمد اللہ این خسرو نامور   علم شاہ احمد شہ دادگر

زشاہان اسلام سنّی نہاد   کہ ابدال درّانی است از نژاد

قدم بر نہاد آمد از قندہار   بکفّار کردہ بسی کارزار

اعانت ز حق خواست آن شیخ دی   پئی سنت سید المرسلین ﷺ

(حصہ اول فولیو ۲۵)

سبب تالیف میں لکھتے ہیں: "رکن اول از کتاب ریاض الاسلام کہ تاریخ و نام

یکی است از ابتدائی ظہور اسلام و ذکر حضرات سادات عالی درجات ومشایخ کرام وعلمای ذوی الاحترام وشعرائی نامدار وسلاطین عالم مدارکہ خطہ کشمیر جنت نظیر نزول اجلال فرمودہ درین ملک آسودہ اند بسلك نظم منتظم گردید۔"

بلحاظ مضمون یہ مثنوی تین ارکان یا حصوں پر حاوی ہے اس کا رکن اول حمد خدا، نعت رسول ﷺ، وصف معراج، مناقب چہار یاران باصفاؓ وائیمہ اثناعشرہؓ، ورود بلبل شاہ، ۷۲۷ھ میں آغاز اسلام، امیر کبیر و رفقاء ایشانؒ مثلاً سید لورستانیؒ، سید محمد مدنیؒ، سید جلال الدین بخاریؒ، سید حسین منطقیؒ، سید حسن منطقیؒ، سید محمد امین اویسیؒ، سید رکن الدینؒ، سید جمال الدینؒ، سید احمد کرمانیؒ وغیرہ کے حالات پر مشتمل ہے۔ یہ مثنوی تاریخی لحاظ سے بھی اہم ہے مثلاً حالات سلطان سکندر، تعمیر جامع مسجد، بڈشاہ، علماء عہد، بہاء الدین گنج بخش، یعقوب چک، شمس الدین عراقی، میرزا حیدر، بابا اسمٰعیل فتح اللہ، حافظ بصیر، محمد طاہر رفیق، شمس الدین پال، قاضی موسیٰ شہید، قیام مغلیہ سلطنت میں صرفیؔ وخاکیؔ کا حصہ، یوسف شاہ چک کی گرفتاری، شیخ یعقوب صرفیؒ اور ان کے خلفاء وغیرہ اور شاعرہ حبہ خاتونؔ کے بارے میں قابل قدر معلومات نظم کیے ہیں۔

کشمیر کے پھلوں، پھولوں، درختوں مثلاً گل آتشین، نرگس، سنبل، ریحان، نسرین، گل اچہ پوش، یاسمن، لالہ، سرو، گل جعفری، سبزہ، بنفشہ، پستہ، خربوزہ، تربوزہ وغیرہ کے حسن وخوبی کا بیان کیا ہے۔ ہندوستان کو کشمیر سے ملانے والے تین راستے تھے: ۱۔ راہ پنچال ۲۔ راہ توسہ میدان ۳۔ راہ بارہ مولہ۔ شاعر نے یہاں کے پہاڑوں، آبشاروں، دریاؤں، چشموں اور شاہراہوں کی اہم خصوصیات کا تذکرہ کیا ہے اور کشمیر کو جنت بے نظیر کہا ہے۔

مرا باز بوئی بہار آمدہ	شمیم سر کوی یار آمدہ
دلم باز چون غنچہء گل شگفت	دماغم زکیفیت مل شنفت
نسیمی ز جنت وزیدہ دگر	شمیمی مرا ہوش بردہ ز سر
شنو وصف کشمیر جنت سرشت	کہ در چار فصل است روی بہشت
ہمہ سال باشد ہوا معتدل	نوای عنادل بجوشد ز دل

بہارش بہار و خزانش بہار　　بہار بہاراست و خرّم بہار

کشمیری زبان کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

زبانی کہ دارند کشمیریان　　بہ توقیع و تجنیس دارد قران
خیالات شان نازک است و لطیف　　نہ ہزل است جدّش بدان ای رفیق
ولیکن بہ پیش سخن پروران　　کہ ہستند در فرس صاحب زمان

کشمیر کی نامی رومانوی شاعرہ حبّہ خاتوںؔ کے بارے میں کہتے ہیں:۔

چو بودہ است خاتون حبّہ بنام　　یکی عارفہ بود صاحب مقام
کلامش بہ سوز و گداز آشنا　　ہمی داد بامردہ جان ازنوا
سخن ہائی خوش داشت آن نغمہ سنج　　بہ او شاہ میداد ہر روز گنج
سخن ہائی او پیش کشمیریان　　بہ او شاہ میداد ہر روز گنج

ادب پرور اور علم دوست راجہ نے شائقؔ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ان کو ہر شعر کے عوض ایک ایک روپے سے نوازے گا اسی لیے شاعر نے عقیدت وحب اولیاء کے باوجود اس مثنوی کو مادی منفعت کی خواہش سے تصنیف کیا ہے جس وجہ سے اس میں تکرار مضامین کی خامی قاری کو قدم قدم پر کھٹکتی ہے۔ شاعر ایک ہی مضمون کو دو یا تین شعروں میں مختلف پیرایوں سے باندھتے ہیں جس سے اس مثنوی میں ایجاز و اختصار کا فقدان نظر آتا ہے لیکن پھر بھی یہ مثنوی فصاحت و بلاغت، استحکام و در بست، سلاست و روانی اور شیرینی و پختگی میں بے مثال اور لا جواب ہے۔ آپ راجہ مذکور سے یوں صلہ شعر مانگتے ہیں:۔

نیم ہمچو فردوسیٔ پاکدین　　کہ شاہ نامہ گویم بلفظ متین
مرا رتبۂ آن سخنور کجا است ؟　　بمیزان او گنج گوہر کجا است ؟
توچون شاہ محمود و من عنصری　　تو جوہر شناسی و من جوہری

بحال من الطاف بسیار کن دہانم پر از درّ شہوار کن
کہ این نامہ مانند زمن یادگار کہ ذکری است از اولیائی کبار
منم شایق عاصئ مدح خوان نوشتم ز سادات دین داستان
رقم کردہ ام نسخہء جانفزا پئ دردمندان برات شفا

تاہم آپ جابجا مکارم اخلاق کی تعلیم بھی دیتے ہیں:۔

بحق ہر کہ سودا کند اوست ندارد در زیان جملہ بہبود اوست
بسودائی عشقش برد سود کس ہمین مایہ ء اصل سود است و بس
بسودائی دنیا ئی دون دك مبند گرفتار این دام باشی تو چند ؟
تو بر ہم چرا سیم وزرمی نہی بیابی عوض دہ اگر یك دہی
بود اصل گوہر زیك قطرہ آب ولی در نظر می نماید سراب
بدان اصل دنیا ست نقشی بر آب کہ گردد ببادی بیکدم خراب
بایں گوہر دلربا دل مپیچ کہ این عقدہ گروا کنی نیست ہیچ

آپ قادر الکلام شاعر تھے، ذہن پُر فکر و عالی رکھنے کے ساتھ ساتھ موزون طبع کے مالک اور فصیح، بلیغ، سادہ، شیرین، روان اور سلیس شعر کہنے میں بھی ماہر تھے۔''ریاض الاسلام''نامی تاریخ اولیاء کشمیر ساٹھ ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔اس کی تین جلدیں بالترتیب سادات، ریشیان اور حضرت محبوب العالموران کے خلفاء و مریدین کے حالات و مقامات کے بارے میں ہیں۔اس کے منتشر حصے گورنمنٹ تحقیقی لائبریری، کلچرل اکیڈیمی اور نجی کتابخانوں میں موجود ہیں۔راقمہ کا مملوکہ نسخہ اس کی جلد دوم پر مشتمل ہے جو شاعر کا خودنوشت ذاتی نسخہ رہا ہے۔یہ منظوم ریشی نامہ کشمیر پندرہ ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔شاعر اس کا راقم بھی رہا ہے اور اس نے اس نسخہ پہ نظر ثانی بھی کی

ہے اور حذف واضافہ سے کام لیا ہے۔ یہ قلمی نسخہ ۴۱۶ فولیوز یا اوراق پر حاوی ہے۔ ہر صفحہ پر اوسطاً ۱۸ اشعر بخط شاعر درج ہیں۔ شاعر نے اس پر جگہ جگہ عنوانات بھی تحریر کیے ہیں۔ اس کا ترقیمہ یوں ہے کہ شاعر نے اس نسخہ کو ۱۷، جمید الثانی ۱۱۷۷ھ جمعہ کے دن بمقام چوین آڑی گام (دیوسر کلگام) میں آستانہ سید سنجرؒ اور سید داؤدؒ کی روحانی فضاؤں میں پایۂ تکمیل پر پہنچایا ہے۔ اس کا راقم یعنی کاتب بھی اس نسخے کا ناظم یعنی شاعر شائق ہے۔

بـدیـن گفتگو ختم شد این کلام　　شـده خـامـش از گـفتـگـو والسـلام

خـرد مـصـرع سال کرد انتخاب　　بـود نـامـی از ریشیان ایـن کتـاب

اشعار پانزدہ ہزار بہ عدر رسید۔ (فولیو۴۱۴ وفولیو۴۱۶ ب)

سـخـن از بـزرگان دین سر کنم　　مـن این نامه را گنج گوہر کنم

کـنـم ذکـر سـادات روشن روان　　ز شـاہـان بـه تـقـریب سازم بیـان

بـود نـامـه ام سـر بسـر پنج گنج　　کـه دروی دفیـن ساختم گنج پـنـج

ہـم از ریشیـان کـرامت نشـان　　ہـم از عـالـمـان عمل اقتران

زاہـل سـخـن نـکتـه پیـرا شوم　　بـایـن زمزمه محفل آرء شوم

بہـر قـرنـی از قـرن ہـائی زمـان　　ز روی کتب مـی شـوم قصه خـوان

نیـارم کـم و کـاسـت در گفتگو　　دہـد صبـح را صدق خویـش آبـرو

تاریخ ''ریاض السلام'' کے رکن دوم یعنی ریشی نامہ منظوم میں شیخ العالمؒ، ان کے چار خلفاء اوران کے جملہ مریدین کے حالات وواقعات' کشف وکرامات اور ملفوظات عالیہ محققانہ طور پر نظم کیے گئے ہیں۔ ان کی پاک زندگیوں سے متعلق ہر واقعہ بذات خود دلچسپ اور جاذب نظر ہے۔ شاعر نے

زیادہ تر استفادہ بابا نصیب الدین غازیؒ کے ''نورنامہ'' سے کیا ہے البتہ کشمیر کے دیگر فارسی تذکرہ ہائے اولیاء مثلاً اسرارالابرار، تاریخ اعظمی، تذکرۃ العارفین از ملا محمد علی رینہ بھی ان کے پیش نظر رہے ہیں۔

حاجی محی الدین مسکین اس منظوم تذکرۂ اولیاء کشمیر کے بارے میں لکھتے ہیں:

''از شعرائی نامدار و کامگار بود، در شعر ذہن عالی داشت ۔ در استخراج مادۂ تاریخ ہم نادر روزگار بود۔سہ جلد تاریخ در ذکر سادات و ریشیان کشمیر و یاران حضرت سلطان العارفینؒ زیر نظم آوردہ است''۔

(تحایف الابرار ص ۳۴۸)۔

مورخ حسن رقمطراز ہیں:

"طبع موزون داشت و اشعار سادہ می گفت و در استخراج تاریخ ہم صاحب کمال بود۔بفرمایش سکھ جیون مل در ذکر حضرات سادات و ریشیان کشمیر و یاران حضرت سلطان شیخ حمزہ مخدومیؒ قریب شصت ہزار بیت غیر مرتب در سہ جلد مسودہ کردہ است و ہر سہ جلد ناتمام است و چاشنی شعرش این است "

(تاریخ حسن ج۴ص۴۰)۔

" جوان پر فکری است شعرہائی پختہ دارد۔

(تذکرۂ شعرائے کشمیر از میرزا اصلح راشدی ص ۱۷۷۔۱۷۹)۔

" اثر منظوم وی کتابی بنام ریاض الاسلام باچہل ہزار بیت مشتمل بر احوال و کرامات سادات و شعراء و ریشیان کشمیر از اسلام بہ بعد شاعر این اثر را در بحر متقارب شصت ہزار بیت شاہنامہ کشمیر را نوشت۔

(ایران صغیر از خواجہ عبد الحمید عرفانی ص ۱۷۴) ۔

اس کے علاوہ شائق کے دیگر تصنیفات میں ''سی غزلی شائق'' مثنوی ''دربارۂ کشمیریان'' اور ''کلیات شائق'' قابل ذکر ہے۔

☆☆☆

منابع وماخذ:

۱۔کھویہامی، پیر غلام حسن، تاریخ حسن، جلد ا۔

۲۔صوفی ٗڈاکٹر محمد مقبول، کشمیر کا متصوفانہ ادب، مقالہ پی۔ایچ۔ڈی۔

۳۔مسعودی، م۔م، کشمیر میں فارسی ادب کی تاریخ، ناشر انڈین پرنٹنگ پریس ڈلگیٹ، سرینگر۔

۴۔آفاقی، اسداللہ، کلیات شیخ العالم، ناشر سرینگر کمپیوٹرس۔

۵۔راشدی، حسام الدین، تذکرۂ شعرای کشمیر، کراچی، ج ا۔

۶۔شمس الدین، ڈاکٹر، واقعات کشمیر، ناشر جموں اینڈ کشمیر اسلامک ریسرچ سینٹر، سرینگر۔

۷۔تیکوٗ ڈاکٹر گ۔ل، پارسی سرایان کشمیر، ناشر انجمن ایران وھند، تہران۔

۸۔شائق ٗملا عبدالوہاب ٗریشی نامہ قلمی۔